محمد وسیم اختر مفتی

السابقون الاولون من الانصار

(۶)

[''سیر و سوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

حضرت معاذ بن عفرا رضی اللہ عنہ

نسب

حضرت معاذ بن عفرا اپنی والدہ حضرت عفرا بنت عبید کی نسبت سے مشہور ہیں۔ ان کے والد کا نام حارث بن رفاعہ تھا۔ دونوں کا تعلق یثرب کے قبیلے خزرج کی شاخ بنو نجار سے تھا۔ مالک بن نجار حضرت معاذ کے ساتویں، خزرج بن حارثہ گیارھویں اور ازد بن غوث انیسویں جد تھے۔ حضرت معاذ خزرجی اور انصاری کی نسبتوں سے جانے جاتے ہیں۔

والدہ کا ازدواجی سفر

حضرت عفرا بنت عبید کی شادی حارث بن رفاعہ سے ہوئی تھی، لیکن حضرت معاذ اور حضرت معوذ کی پیدایش کے بعد ان میں مباینت ہو گئی۔ سفر حج کے دوران میں حضرت عفرا کی ملاقات بنو عدی کے حلیف بکیر

(یا ابو البکیر) بن عبد یا لیل سے ہوئی۔ ان میں سلسلۂ ازدواج قائم ہوا تو حضرت عاقل، حضرت عامر، حضرت خالد اور حضرت ایاس نے جنم لیا۔ یہ سلسلہ ٹوٹا تو حضرت عفرا نے مدینہ مراجعت کی۔ تب حارث نے بھی رجوع کیا اور عقد ثانی کے بعد حضرت عوف کی ولادت ہوئی (انساب الاشراف ۱/۲۸۱)۔ حضرت عفرا نے اسلام قبول کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر لی، لیکن حارث بن رفاعہ کے ایمان لانے کی اطلاع نہیں۔ ابن اسحٰق نے حضرت رفاعہ کو حضرت معاذ کا چوتھا بھائی بتایا ہے (طبقات ابن سعد، رقم ۱۶۳۔ سیر اعلام النبلاء، رقم ۷۲)۔ واقدی کہتے ہیں: یہ بات ثابت نہیں۔ حضرت عفرا نے ۱۴ھ میں وفات پائی۔

ما قبل ہجرت کا ایک واقعہ

ہجرت سے قبل اوس کی شاخ بنو عمرو بن عوف کے سردار سوید بن صامت جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبد المطلب کے خالہ زاد تھے، حج یا عمرہ کرنے آئے تو آپ نے ان سے ملاقات کی اور اسلام کی دعوت دی۔ انھوں نے کہا: میرے پاس لقمان کا نصیحت نامہ ہے، ہو سکتا ہے کہ آپ کے پاس ویسا ہی پند نامہ ہو۔ آپ نے ان کا مجلہ سن کر قرآن کی تلاوت فرمائی تو انھوں نے تحسین کی۔ عام خیال ہے کہ وہ مسلمان ہو گئے۔ سوید یثرب لوٹے تو مشہور روایت کے مطابق حضرت مجذر بن زیاد نے انھیں قتل کر دیا، جس سے اوس و خزرج کے درمیان مشہور جنگ بعاث بھڑک اٹھی۔ ہجرت کے بعد حضرت مجذر ایمان لے آئے اور جنگ بدر میں شرکت کی۔ سوید کا بیٹا حارث بھی پردۂ نفاق میں مسلمان ہو گیا۔ جنگ احد میں اسلامی فوج میں شامل ہوا، لیکن جنگ کے دوران میں حضرت مجذر بن زیاد کو قتل کر کے اپنے باپ کا بدلہ لیا اور مکہ بھاگ کر مشرکین سے جا ملا۔ بعد میں ایک دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے، حارث بن سوید سرخ خون آلود کپڑے پہنے ہوئے مدینہ کے ایک احاطے سے برآمد ہوا۔ آپ نے حضرت عثمان بن عفان کو حکم دیا تو انھوں نے حارث کو قتل کیا۔ ابن اسحٰق کی یہ روایت درست معلوم نہیں ہوتی کہ سوید بن صامت کو حضرت مجذر نے نہیں، بلکہ حضرت معاذ بن عفرا نے جنگ بعاث سے پہلے تیر پھینک کر مارا تھا۔

نعمت ایمان اور بیعت النساء

۱۲ر نبوی (جولائی ۶۲۱ء): حضرت معاذ بن عفرا بیعت عقبۂ اولیٰ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کرنے والے، انصار کے بارہ 'السابقون الأولون' میں شامل تھے۔ ۱۱ر نبوی میں

حضرت اسعد بن زرارہ، حضرت عوف بن عفرا، حضرت رافع بن مالک، حضرت قطبہ بن عامر، حضرت عقبہ بن عامر اور حضرت جابر بن عبداللہ بن رئاب کو نعمت ایمان مل چکی تھی۔ان اصحاب نے یثرب واپس جا کر اسلام کا پیغام اپنے احباب واعزہ تک پہنچایا تو کئی جویاے حق ایمان لے آئے۔ایک سال کے بعد، یعنی ۱۲/ نبوی کے حج میں حضرت جابر بن عبداللہ کے علاوہ ان میں سے پانچ صحابہ دوبارہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ان کا ساتھ دیتے ہوئے حسب ذیل سات مزید اہل ایمان نے آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا: حضرت معاذ بن عفرا(:ابن اثیر۔حضرت معوذ بن عفرا: ابن جوزی)، حضرت ذکوان بن عبد قیس، حضرت عبادہ بن صامت، حضرت یزید بن ثعلبہ، حضرت عباس بن عبادہ، حضرت ابوالہیثم بن تیہان اور حضرت عویم بن ساعدہ۔ حضرت ابوالہیثم اور حضرت عویم اوس سے تھے، جب کہ باقی دس صحابہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ عروہ بن زبیر اور زہری نے ۱۱/ نبوی میں ایمان لانے والوں کی تعداد آٹھ بتائی ہے اور حضرت معاذ بن عفرا کو ان میں شامل کیا ہے۔

یہ بارہ 'السابقون الأولون' منیٰ میں کوہ شبیر کی گھاٹی میں جمرۂ عقبہ کے پاس جمع ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی۔آپ نے یہ آیت قرآنی تلاوت فرمائی: 'وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ'، ''اور یاد کرو جب ابراہیم نے دعا کی: اے رب، تو اس کو امن کا شہر بنادے اور اس میں رہنے والوں کو جو ان میں سے اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائیں، ہر قسم کے پھلوں کا رزق دے۔ فرمایا: جو کفر کریں گے میں انھیں بھی تھوڑا فائدہ دوں گا، پھر انھیں آگ کے عذاب کی طرف دھکیلوں گا، اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے'' (البقرہ ۲: ۱۲۶) اور فرمایا: آؤ، اس بات پر میری بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیراؤ گے، چوری نہ کرو گے، زنا نہ کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے، اپنے ہاتھوں پاؤں کے درمیان (اعضاے صنفی سے متعلق) کوئی بہتان نہ تراشو گے اور معروف میں میری نافرمانی نہ کرو گے۔ تم میں سے جو عہد پورا کرے گا، اس کا اجر اللہ کے ذمے ہو گا اور جس نے ان میں سے کوئی عہد شکنی کی اور اللہ نے اس کا پردہ رکھا تو اس کا فیصلہ اللہ کرے گا، چاہے سزا دے، چاہے معاف کر دے (بخاری، رقم ۱۸۔ احمد، رقم ۲۲۷۵۴۔ مسند شاشی، رقم ۱۱۵۰)۔

انصار کے ان بارہ 'السابقون الأولون' کی بیعت ایمان 'بیعت عقبۂ اولیٰ' کہلاتی ہے۔اسے 'بیعت النساء'

بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ اس میں جہاد کا ذکر نہیں۔ وجۂ تسمیہ: صلح حدیبیہ کے بعد انھی الفاظ میں عورتوں سے بیعت لی گئی۔

دیگر روایات

حضرت رافع بن مالک بیان کرتے ہیں: میں اور میرا خالہ زاد بھائی معاذ بن عفرا عمرہ کرنے مکہ گئے تو ہماری ملاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی۔ آپ نے فرمایا: تم پر واجب ہے کہ اپنے رب کی بندگی کرو۔ ہم نے کلمۂ شہادت پڑھ لیا تو آپ نے ہمیں سورۂ یوسف اور سورۂ علق سکھائیں (طبقات ابن سعد، رقم ۱۶۱۔ البدایۃ والنہایۃ ۳/ ۳۹۹)۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں: یہ واقعہ سب سے پہلے ایمان لانے والے چھ یا آٹھ انصار کی سبقت الی الایمان سے بھی پہلے پیش آیا، لیکن عام اہل سیر اس سے اتفاق نہیں کرتے۔ ایک اور روایت کے مطابق حضرت اسعد بن زرارہ، حضرت ذکوان بن عبد قیس اور حضرت ابوالہیثم بن تیہان کو پہلے اسلام لانے کا شرف حاصل ہوا۔

بیعت عقبۂ ثانیہ

۱۲/ ذی الحجہ ۱۳/ نبوی (جولائی ۶۲۲ء) کی رات منیٰ کی گھاٹی میں جمرۂ اولیٰ کے مقام پر یثرب کے تہتر مردوں اور دو عورتوں نے اپنے بت پرست ساتھیوں سے چھپ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی۔ اسے بیعت عقبۂ ثانیہ کہتے ہیں۔ حضرت معاذ بن عفرا، حضرت معوذ بن عفرا اور حضرت عوف بن عفرا، تین بھائیوں سمیت بنو نجار کے ان انصار نے بیعت میں حصہ لیا: حضرت ابوایوب انصاری، حضرت عمارہ بن حزم، حضرت اسعد بن زرارہ، حضرت سہل بن عتیک، حضرت اوس بن ثابت، حضرت ابوطلحہ انصاری، حضرت قیس بن ابوصعصہ اور حضرت عمرو بن غزیہ۔

بیعت کرنے والے اصحاب نے آپ کو اور مکہ میں مقیم صحابہ کو یثرب چلنے کی دعوت دی اور عہد کیا کہ ہم لوگ آپ کی حفاظت کے لیے جانیں قربان کر دیں گے۔ اس موقع پر موجود عباس بن عبد المطلب نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاندان بنی ہاشم میں ہر طرح محترم اور باعزت ہیں۔ اگر آخر تک ان کا ساتھ دے سکتے ہو تو لے جاؤ۔ حضرت براء بن عازب بولے: ہم تلواروں کی گود میں پلے ہیں؛ جس سے آپ جنگ کریں گے، ہم اس سے جنگ کریں گے اور جس سے آپ صلح کریں گے، ہم اس سے صلح کریں گے۔ حضرت ابوالہیثم نے

کہا: کہیں ایسا نہ ہو کہ جب اللہ تعالیٰ آپ کو غلبہ عطا فرمائے تو آپ ہمیں چھوڑ کر مکہ واپس آ جائیں۔ آپ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا: تم اطمینان رکھو، میرا جینا مرنا تمھارے ساتھ ہے۔ میں تمھارا ہوں اور تم میرے ہو۔ حضرت اسعد بن زرارہ نے اپنے ساتھیوں کو متنبہ کیا: یہ بیعت عرب و عجم کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔ انصار نے پر جوش لہجے میں جواب دیا: ہاں، ہاں، ہم لوگ اسی پر بیعت کر رہے ہیں۔

بیعت الحرب

۱۲ر نبوی کا سال گزرنے کے بعد اسلامی ریاست کے آثار نظر آنے لگے تو نصرت دین اور اعلاے کلمۃ اللہ کے لیے جہاد ضروری ہو گیا۔ چنانچہ بیعت عقبۂ ثانیہ میں جہاد اور مملکت اسلامیہ کے دفاع کی شقیں شامل کی گئیں، اس لیے اسے 'بیعت الحرب' کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی آیات تلاوت فرمائیں، اللہ پر ایمان لانے کی دعوت دی اور اسلام کی طرف رغبت دلائی۔ انصار نے سوال کیا: یا رسول اللہ، ہم کس امر پر آپ کی بیعت کریں؟ تو آپ نے فرمایا: مستعدی اور کسل مندی میں سمع و طاعت کی، تنگی اور کشادگی میں انفاق کی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی، اس بات کی کہ تم اللہ کی راہ میں اٹھ کھڑے ہو گے، اللہ کے معاملے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈرو گے، میری نصرت کرو گے جب میں تمھارے پاس آؤں گا، میرا دفاع کرو گے ان معاملات میں جن میں اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا دفاع کرتے ہو، بدلے میں تمھیں جنت ملے گی (احمد، رقم ۱۴۴۵۶۔ مستدرک حاکم، رقم ۴۲۵۱۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۷۷۳۵۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۱۵۵۲۴۔ صحیح ابن حبان، رقم ۷۰۱۲)۔

مواخات

ہجرت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس بن مالک کے گھر پینتالیس مہاجرین اور پینتالیس انصار میں رشتۂ مواخات قائم کیا تو حضرت معاذ بن عفرا کو بدری صحابی حضرت معمر بن حارث جمحی کا انصاری بھائی قرار فرمایا۔ دوسری روایت کے مطابق حضرت عمر بن خطاب حضرت معاذ بن عفرا کے مہاجر بھائی قرار پائے (طبقات ابن سعد، رقم ۵۶)۔

مسجد نبوی کی تعمیر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے سے پہلے حضرت اسعد بن زرارہ نے اپنے دو یتیم

بھتیجوں (ذہبی) حضرت سہل بن عمرو اور حضرت سہیل بن عمرو کے کھجوریں خشک کرنے والے باڑے یا کھلیان میں مسجد بنائی تھی۔ اس میں بیت المقدس کی طرف رخ کر کے پانچوں نمازیں اور جمعہ پڑھا یا جاتا تھا۔ ابن ہشام، طبری اور ابن کثیر کہتے ہیں: حضرت سہل اور حضرت سہیل حضرت معاذ بن عفرا کی کفالت میں تھے، جب کہ امام بخاری نے انھیں حضرت اسعد بن زرارہ کے زیر کفالت بتایا ہے (بخاری، رقم ۳۹۰۶)۔

غزوۂ بدر

جمعہ ۱۷/ رمضان ۲ھ (۱۳/ مارچ ۶۲۴ء): جنگ بدر کے دن تین سو تیرہ مسلمان دو گھوڑوں، ستر اونٹوں، چھ زرہوں اور آٹھ تلواروں کے ساتھ میدان کارزار میں اترے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی اور حضرت مرثد نے باری باری ایک اونٹ پر سفر کیا، جب کہ حضرت معاذ، حضرت معوذ، حضرت عوف، تینوں بھائی اور ان کے غلام ابو الحمرا ایک اونٹ پر سواری کرتے ہوئے میدان بدر پہنچے۔ کفار کا لشکر ساڑھے نو سو فوجیوں پر مشتمل تھا، سو گھوڑے، سات سو اونٹ، چھ سو زرہیں اور لاتعداد تلواریں اور بھالے ان کی حربی طاقت تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کی رات اپنے رب کے حضور عجز و نیاز میں گزاری اور دعا فرمائی: یارب، اپنا وعدہ سچ فرما، اگر مسلمانوں کی یہ جماعت ہلاک ہو گئی تو روے زمین پر تیری عبادت نہ کی جائے گی (مسلم، رقم ۴۶۰۹)۔ اللہ کی طرف سے ارشاد ہوا: 'اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ'، ''میں تمھیں کمک پہنچاؤں گا ایک ہزار فرشتوں کی، پے در پے'' (الانفال ۸: ۹)۔ عبد اللہ بن ابی اپنے تین سو منافق ساتھیوں کو لے کر واپس ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو تسلی دی: 'اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ'، ''کیا تمھارے لیے کافی نہیں کہ تمھارا پروردگار تین ہزار تازہ دم اتارے ہوئے فرشتوں سے تمھاری مدد کرے'' (آل عمران ۳: ۱۲۴)۔ اللہ نے صبر اور تقویٰ کی شرط لگاتے ہوئے تین ہزار کے بجاے پانچ ہزار کا وعدہ فرمایا: 'بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ'، ''ہاں، کیوں نہیں، اگر تم صبر کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور کافر تم پر دفعۃً آدھمکیں تو تمھارا رب پانچ ہزار فرشتوں سے تمھاری مدد کرے گا جو اپنے خاص نشان لگائے ہوں گے'' (آل عمران ۳: ۱۲۵)۔ مسلمان اس قدر دلیری سے لڑے کہ کفار کی فوج کو عبرت ناک شکست ہوئی، ستر کفار جہنم واصل ہوئے اور ستر اسیر ہوئے، جب کہ چودہ مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ حضرت معاذ بن عفرا اور ان کے بھائیوں حضرت معوذ بن عفرا،

حضرت عوف بن عفرا اور شاذ روایت کے مطابق حضرت رفاعہ بن عفرا نے جنگ بدر میں بھرپور شرکت کی۔

مکہ کے ایسے درجنوں رہنما ہلاک ہوئے جن کی انتظامی اور تجارتی مہارت کا کوئی بدل نہ تھا۔ قریش کی شام کی تجارتی شاہراہ غیر محفوظ ہو گئی۔ سب سے بڑھ کر ان کی عزت و وقار کو نقصان پہنچا۔ بدنامی سے بچنے کے لیے اہل مکہ نے فیصلہ کیا کہ اس شکست پر خاموش سوگ منایا جائے گا اور کوئی بھی اپنے مقتولین کی یاد میں گریہ و نوحہ پر مشتمل اشعار نہ کہے گا۔ مسلمانوں کے اعتماد میں اضافہ ہوا کہ وہ حق پر ہیں اور ان کا مذہب برتر ہے، یوں مدینے کی ریاست مستحکم ہوئی۔ اس فتح نے مدینے میں بسنے والے یہودیوں کو بھی مرعوب کر دیا۔ قرآن مجید میں اس غزوہ کو یوم الفرقان، یعنی فیصلے کے دن کا نام دیا گیا۔

روبرو مقابلے

اس زمانے کے دستور کے مطابق روبرو مقابلوں (duels) سے جنگ کا آغاز ہوا۔ مشرک سردار عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور بیٹے ولید بن عتبہ کو لے کر نکلا اور دعوت مبارزت دی۔ اس کے للکارنے پر تین انصاری جوان حضرت عوف بن عفرا، حضرت معوذ بن عفرا اور حضرت عبداللہ بن رواحہ آگے آئے (ابن اثیر)۔ واقدی کہتے ہیں: ہمارے نزدیک ثابت ہے کہ یہ تینوں عفرا کے بیٹے معاذ، معوذ اور عوف تھے (کتاب المغازی ۱/۶۸)۔ مبارزین نے پوچھا: تم کون ہو؟ انھوں نے جواب دیا: ہمارا تعلق انصار سے ہے۔ بولے: ہمیں تم سے کچھ نہیں لینا دینا۔ ہم نے اپنے چچیروں سے مقابلہ کرنا ہے۔ محمد، ہماری قوم کے ہم پلہ اصحاب شرف بھیجو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاری جوانوں کو واپس جانے کو کہا اور فرمایا: اے بنی ہاشم، اٹھ کر مقابلہ کرو، اٹھو حمزہ، اٹھو عبیدہ بن حارث، اٹھو علی۔ تینوں نکل کر آئے تو عتبہ بولا: اب برابر کے، صاحب شرف لوگوں سے جوڑ پڑا ہے۔ ولید بن عتبہ کا حضرت علی سے، شیبہ بن ربیعہ کا حضرت حمزہ سے اور عتبہ بن ربیعہ کا حضرت عبیدہ بن حارث سے مقابلہ ہوا۔ دوبدو مقابلوں (duels) میں تینوں مشرک جہنم واصل ہوئے، جب کہ حضرت عبیدہ بن حارث کا پاؤں کٹ گیا۔ ان کی شہادت اسی زخم سے ہوئی۔

حضرت معاذ بن عفرا کی دلیری

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بیان کرتے ہیں: جنگ بدر میں، میں ایک صف میں کھڑا تھا۔ میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا تو انصار کے دو نوعمر لڑکے نظر آئے۔ میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ میں ان سے زیادہ

مضبوط پسلیوں والوں کے بیچ میں ہوتا۔ تبھی ایک نے اشارہ کر کے مجھے بلایا اور پوچھا: چچا، آپ ابو جہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں، لیکن بھتیجے، تمھیں اس سے کیا کام ہے؟ بولا: مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں نے اس کو دیکھ لیا تو اس کے جسم کو اس وقت تک نہ چھوڑوں گا، جب تک ہم میں سے جس کی قسمت میں پہلے مرنا لکھا ہو، مر نہ جائے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں: میں اس کی بات سے بہت متاثر ہوا۔ پھر دوسرے نوجوان نے اشارہ کر کے مجھے مخاطب کیا اور ایسی ہی گفتگو کی۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ میں نے ابو جہل کو لوگوں میں گھومتے پھرتے دیکھا۔ میں پکارا: سنو لڑکو، یہ ہے تمھارا آدمی جس کے بارے میں تم نے پوچھا تھا۔ دونوں تلواریں لے کر اس کی طرف لپکے اور اسے قتل کر ڈالا۔ پھر وہ دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو بتلایا۔ آپ نے سوال فرمایا: تم دونوں میں سے کس نے اسے مارا ہے؟ دونوں نے کہا: میں نے اسے قتل کیا ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا: کیا تم نے اپنی تلواریں پونچھ لی ہیں؟ انھوں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ نے ان کی تلواروں کا ملاحظہ کیا اور تصدیق فرمائی کہ تم دونوں ہی نے اس کی جان لی ہے۔ البتہ اس کا چھوڑا ہوا سامان حرب معاذ بن عمرو بن جموح کو ملے گا۔ وہ دونوں نوجوان حضرت معاذ بن عفرا اور حضرت معاذ بن عمرو بن جموح تھے۔ بخاری کی روایت ۳۹۸۸ میں ہے: وہ دونوں عفرا کے بیٹے تھے (بخاری، رقم ۳۱۴۱۔ مسلم، رقم ۴۵۹۰۔ احمد، رقم ۱۶۷۳۔ مستدرک حاکم، رقم ۵۷۹۶۔ صحیح ابن حبان، رقم ۴۸۴۰۔ مسند ابو یعلیٰ، رقم ۸۶۷)۔

ابن حجر کہتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن عمرو بن جموح کو غنیمت کا حق دار قرار دیا، کیونکہ انھوں نے پہلے وار کیا اور زیادہ گہری چوٹ لگائی۔ تمام قاتلوں کے غنیمت میں شریک ہونے کا حکم غزوۂ بدر کے سات سال بعد جنگ حنین میں ارشاد ہوا (فتح الباری: شرح حدیث، رقم ۳۱۴۱۔ صحیح ابن حبان، رقم ۴۸۴۰)۔

ابو جہل کا انجام

حضرت انس بن مالک کی روایت ہے: (جنگ بدر کے دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کون معلوم کرے گا کہ ابو جہل کا کیا حشر ہوا؟ (آپ کے حکم پر) حضرت عبداللہ بن مسعود نکلے، انھوں نے دیکھا کہ عفرا کے بیٹوں معاذ اور معوذ نے اسے ادھ موا کر دیا ہے اور اس کا جسم ٹھنڈا پڑا ہے۔ انھوں نے پوچھا: کیا تو ہی ابو جہل ہے؟ پھر اس کی ڈاڑھی پکڑ لی۔ ابو جہل بولا: کیا اس شخص، (یعنی مجھ) سے بڑا بھی کوئی ہے جسے اس کی قوم نے مار ڈالا ہے؟ (بخاری، رقم ۳۹۶۲)۔ حضرت انس ہی کی دوسری روایت میں ہے: ابو جہل نے

(حقارت سے) کہا: کاش ! ایک مزارع کے علاوہ کسی نے مجھے قتل کیا ہوتا (بخاری، رقم ۴۰۲۰)۔اس مکالمے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابو جہل کے دماغ میں مرتے دم تک اپنی سرداری سمائی ہوئی تھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں: میں نے ابو جہل کا سر کاٹا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لا کر کہا: یہ اللہ کے دشمن ابو جہل کا سر ہے (طبری ۲/ ۳۷)۔ حضرت عبداللہ ابو جہل کی تلوار اور زرہ وغیرہ بھی لے آئے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں عطا کر دیں (الاستیعاب، رقم ۱۴۰۹)۔

حضرت معاذ بن عفرا اور ان کے دو سگے اور چار سوتیلے بھائیوں نے غزوۂ فرقان میں حصہ لیا۔ان میں سے تین نے جان کا نذرانہ دے کر جنت میں مقام بنا لیا۔یہ شرف کسی دوسرے اسلامی کنبے کو حاصل نہ ہوا۔ آٹھ شہداے انصار میں ان کے دو سگے بھائی حضرت معوذ بن عفرا اور حضرت عوف بن عفرا اور چھ مہاجرین شہدا میں ان کے سوتیلے بھائی حضرت عاقل بن بکیر شامل تھے۔

امیہ بن خلف کو مشہور روایت کے مطابق حضرت بلال اور حضرت خبیب بن یساف نے مل کر اور ایک روایت کے مطابق حضرت رفاعہ بن رافع نے قتل کیا (کتاب المغازی، واقدی ۱/ ۱۵۱)۔ایک اور شاذ روایت کے مطابق امیہ بن خلف کو حضرت معاذ بن عفرا، حضرت خارجہ بن زید اور حضرت خبیب بن اساف نے مل کر قتل کیا (السیرۃ النبویۃ، ابن ہشام ۲/ ۲۷۰)۔

دیگر غزوات

حضرت معاذ بن عفرا نے جنگ احد، جنگ خندق اور باقی غزوات میں بھرپور حصہ لیا۔

وادی القریٰ کی غنیمت

وادی القریٰ، یعنی کئی بستیوں کی وادی، مدینہ سے شام کو جانے والے راستے پر تیما اور خیبر کے درمیان واقع ہے۔ موجودہ سعودی عرب میں اسے العلا کے نام سے جانا جاتا ہے، جو صوبۂ مدینہ میں واقع ہے۔ یہ اپنی سرسبزی و شادابی کے لیے ضرب المثل ہے۔ یہاں قوم ثمود آباد تھی، جس کی طرف حضرت صالح علیہ السلام مبعوث کیے گئے تھے۔اس قوم کے کافروں نے اللہ کی مقررہ نشانی، اونٹنی کو ہلاک کر دیا تو انھیں چنگھاڑ اور زلزلے سے تباہ کر دیا گیا۔ ثمود کی تباہی کے بعد یہاں یہود، قضاعہ، جہینہ اور عذرہ کے قبائل آباد ہوئے۔ انھوں نے زراعت کو دوبارہ ترقی دی۔

۷ھ: جنگ خیبر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی القریٰ آئے اور یہاں کے باشندوں کو اسلام کی دعوت دی، لیکن یہود آمادہ بہ جنگ ہوئے۔ دو دن کی لڑائی کے بعد فتح نصیب ہوئی، مال پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا، لیکن اراضی یہودیوں کے پاس رہنے دی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ میں تمام یہودیوں کو ان کی عہد شکنی کی بنا پر مدینہ سے جلاوطن کیا، پھر انھیں حجاز سے بے دخل کرنے کا حکم دیا (بخاری، رقم ۳۱۶۷، ۴۰۲۸۔ مسلم، رقم ۴۶۱۳، ۴۶۱۴)۔ عہد فاروقی میں جب خیبر کے یہودیوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر کا کلائی کا جوڑ اتار دیا تو حضرت عمر نے یہ کہہ کر کہ عہد نبوی میں حضرت عبد اللہ بن سہل انصاری کو شہید بھی تم نے کیا تھا، انھیں خیبر سے نکال باہر کیا۔ بلاذری کی روایت ہے کہ اس وقت انھوں نے وادی القریٰ کے یہودیوں کو بھی جلاوطن کر دیا تھا۔

حضرت عمر فاروق نے وادی القریٰ کی اراضی حضرت عثمان بن عفان، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت عامر بن ربیعہ، حضرت عبد اللہ بن ارقم، حضرت معاذ بن عفرا، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابی بن کعب، حضرت ابو طلحہ، حضرت جابر بن عبد اللہ بن رئاب، حضرت محمد بن مسلمہ اور بائیس دیگر صحابہ میں تقسیم کر دی۔

شہادت

حضرت معاذ بن عفرا نے ۴۰ھ میں عہد علوی میں وفات پائی (الکامل ۲/ ۷۵۴)۔ ابن اثیر کہتے ہیں: ان کی وفات اس وقت ہوئی جب صفین میں حضرت علی و حضرت معاویہ کے مابین جنگ جاری تھی (اسد الغابۃ ۴/ ۳۷۹)۔ ''اسد الغابہ'' کے مترجم نے لکھا ہے کہ حضرت معاذ نے معاویہ علی کشمکش میں حضرت علی کا ساتھ دیا اور ان کی شہادت جنگ صفین میں ہوئی۔ یہ بات ابن اثیر کی عربی عبارت میں موجود نہیں۔ ایک شاذ روایت کے مطابق حضرت معاذ بن عفرا ۶۳ھ میں واقعۂ حرہ میں شہید ہوئے۔ سانحۂ کربلا کے بعد اہل مدینہ نے یزید کی اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیا تو اس نے مدینہ پر چڑھائی کے لیے مسلم بن عقبہ کی سربراہی میں بارہ ہزار کا لشکر بھیجا۔ اہل مدینہ نے حضرت عبد اللہ بن حنظلہ کی قیادت میں مقابلہ کیا، لیکن شکست کھائی۔ حرہ کی اس جنگ میں حضرت عبد اللہ بن جعفر، حضرت عبد اللہ بن نوفل اور متعدد صحابہ کے بیٹے شہید ہوئے۔

حضرت ربیع بنت معوذ بتاتی ہیں: ان کے چچا حضرت معاذ بن عفرا نے انھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کرنے کے لیے تر و تازہ کھجوروں سے بھرا تھال دیا، جس پر ککڑیوں کی باریک اور نرم قاشیں ڈالی گئی تھیں۔ آپ

کو کنگڑیاں بہت پسند تھیں، آپ نے انھیں مٹھی بھر کر سونا یا پہننے کے لیے ایک ہار عطا کیا، جو شاہ بحرین نے آپ کو تحفے میں بھیجا تھا (احمد، رقم ۲۷۰۲۳۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۲۰۱۵۷، ۲۰۱۶۰)۔ ابن اثیر نے چھ سال بعد کا یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد ان مورخین کا رد کیا ہے جو حضرت معاذ کی شہادت غزوۂ بدر میں بتاتے ہیں۔

ازواج و اولاد

اوس کی شاخ بنو ظفر سے تعلق رکھنے والی حضرت حبیبہ بنت قیس سے عبید اللہ پیدا ہوئے۔

بنو نجار کی ام حارث بنت سبرہ سے حارث، عوف، سلمیٰ اور رملہ نے جنم لیا۔

جہینہ کی ام عبد اللہ بنت نمیر سے ابراہیم اور عائشہ کی ولادت ہوئی۔

بنو نجار کی ام ثابت رملہ بنت حارث سے سارہ کی ولادت ہوئی۔

روایت حدیث

معاذ قرشی (معاذ بن حارث) بتاتے ہیں: حضرت معاذ بن عفرا نے فجر یا عصر کے بعد بیت اللہ کا طواف کیا اور دو مسنون نوافل نہ پڑھے۔ میں نے وجہ پوچھی تو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: دو نمازوں کے بعد کوئی نفلی نماز نہیں پڑھی جا سکتی، فجر کے بعد، حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے، عصر کے بعد یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے (ترمذی، رقم ۱۸۳۔ نسائی، رقم ۵۱۹۔ احمد، رقم ۱۷۹۲۶۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۷۳۹۹)۔

مطالعۂ مزید: کتاب المغازی (واقدی)، السیرۃ النبویہ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، انساب الاشراف (بلاذری)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبد البر)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال (مزی)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، تہذیب التہذیب (ابن حجر)، Wikipedia۔